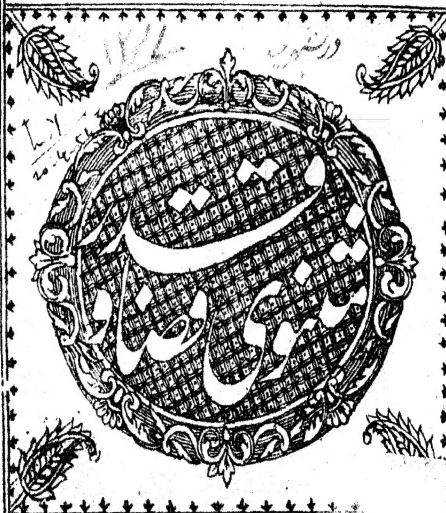


تذکرہ سید محمد علی شاہ

کاتب قلم دیوار فقیر صاحب تدریس کی نظر کہا فی ضاعت و لاعنت جیتی ترکیب
بست دی مضامین میں لائے کلام دل آویز عبرت خیز آئینے



سریں پورہ منزل طاعت گسری مہر ای مہر وری ملک مخوری
بہر خیر و نوری میں فی ظہر و من الی من یکتای نامی سید عالم خیر فقر و کمالی

طبع مکتبہ مخدومہ سید محمد علی شاہ



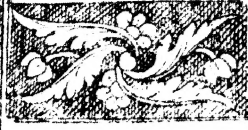
بسم اللہ الرحمن الرحیم
مالک و جبار و حکیم و قدير
نور سے بہتر ہوئی حوا کی خاک
گل سے ہر اک عضو کو کامل کیا

احمد مختار بشیر و تذیب
سایہ مرئی تہا مثال خدا
خالق و حمد میں گذارہ نہ تھا
کچھ لکھی احمد نے کہا
خون علی خون بنی ایک تھا
اولن پر درود این پہ سلام خدا

طرہ دستار کلام حکیم
ہی وہ رحیم اور سمیع و بصیر
خاک سے آدم کو کیا جس نے پاک
خاک کیا خاک سے پھر گل کیا
عضو مجھے جمع بنا آدمی
خاک ہی کو نور پیسبر دیا
آینہ قدرت رب و تدبیر
ہے منتہی حق سے کوئی دم جدا
وصل یہ تہا سائیکو چارہ نہ تھا
سایہ صفت ساتھ علی کار ہا
جسم نبی جسم علی ایک تھا
تھے وہ پیغمبر یہ امام ہوا

مفتوح مفتوح مفتوح
سپید مفتوح
مفتوح مفتوح
مفتوح

ل
منشغل منور
فاحسن
نور
مستغنی عن الرزق
اور سید قبول و گریں
شیخ قبولی عوام کے
الاولیٰ الامام

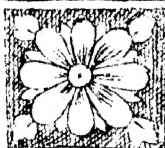


باحت نظم



صاحب نروغ و شرف و ذوی وقار
لفظ میں گل پرستی شاخ زبان
چیر رہا تانی اک داستان
دوسرے کا قول تھا تدبیر خوب
جن کے سخن کی ہی بڑی دھوم مہم
یاد ہی اسی قدر مجھے ایک نفل
موج ہی سہ شہید تدبیر کی
آئینہ طوطی کو دکھا دیجیے
ہو گئی اون کی مجھے خاطر عزیز
پہر نہ میں کچھ کم غنی کر سکا
رہ گیا تھا جو مرا حصہ لکھا
نام ہی اسی قدر قضا و قدر

جمع مجھے ایک دن احباب و یار
بزم میں ہر ایک تھا نگین بیان
جلسے میں ہر ایک ناک آستان
ایک تو کہتا تھا کہ تقدیر خوب
اون میں سے اک شاعر شیرین کلام
کہنے لگے مجھے ذوی نعم و عقل
ہی وہ صدف گوہر تقدیر کی
نظم اوتے کر کے سنا دیجیے
ہن وہ بہت صاحب عقل و تمیز
پہر نہ میں خاطر شکنی کر سکا
شہسئی نظم میں قصہ لکھا
ہی جو نہا قصے کی تقدیر پر



آغاز داستان امیر فقیر



بادۂ گل رنگ پلاس قیا
بہر ہیہ خرابات میں سستی و نشو
ہاتہ میں ستون کی ہوان و لون سر
قلقل می غم نہ طے ہو رہو
سوئے میخانہ کے پٹ بہتر کر

آج تو کچھ رنگ نہ پاس قیا
ابر ہی اور فصل بہار ہی کا زور
قاضی و زباز کی پگڑی گرے
دور میں جام می انگور ہو
قاضی و مفتی کو ذرا چہر کر

نسیدہ نہ آئے تو کمائی کہوں
 اک طرف اک شہر تھا آراستہ
 خوب بھی شہر کی ایک اک دکان
 شہر کے باشندے سخی و کریم
 رہتا تھا اس شہر میں اک مالدار
 جمع تھا اسباب معیشت تمام
 خرچ کا مطلق اسے دہر کا تھا
 زر ہو نوز کا جو والی تو کیا
 اوکی کوئی گود کا پالا نہ تھا
 دل جگر اس موز سے تھے داغ داغ
 شب کو دنا مانگتے ہوتی سحر
 اشک گر سے فضل خدا ہو گیا
 کی جو ہلائی تو بہلا ہو گیا
 آئے کو محتاج نہ جانے دیا
 نخل سخاوت سے اس سے پہل ملا
 سنتے ہیں درویش کوئی آگیا
 مست کشف و کرامات تھا
 مایہ پر نور صباح امید
 ماتھے پر سجدے کا نشان جلوہ گر
 لب جو کبلہ عقدہ دل وا ہوا
 اتمہ میں تسبیح زبان پر عمل
 یا ہی ریاضت میں وہ تھا بریا
 مل گیا تمارہ میں ایسا بدن

جو جو سنای وہ زبانی کہوں
 جلوہ گہ حسن ہر اک راستہ
 طرفہ عمارات عجائب مکان
 عاقل و دانا و طریف و حکیم
 خوب بسر کرتا تھالیس و نہار
 سیکڑوں نوکر تھے ہزاروں غلام
 بیچ بھی تھا کوئی لڑکا نہ تھا
 ماتہ ہر گود ہو خالی تو کیا
 گھر میں کوئی گھر کا اوجہ لانا نہ تھا
 گھر میں نہ کتا تھا وہ گھر کا چرسراغ
 روز کو خیرات میں کرتا بسر
 سینچ دیا نخل ہر اہو گیا
 صدقہ دیا رور بلا ہو گیا
 اس نے دیا اس کو سکون دے دیا
 زرجو دیا عجب مطلب کمال
 جس پر کہ اس شخص کا جی آگیا
 زندہ صبح نویش مناجات تھا
 چاند سمنہ چاندنی ریش سپید
 مٹھتی گویا خط تقدیر پر
 جو جو زبان سے کہا دیا ہوا
 قطع مگر رشتہ طول امل
 جسم ہوا گھل کے نئے بوریا
 رشتہ تسبیح تھا سارا بدن

| | |
|---|---|
| <p> دن جو ہوا دن کو وہ صائم رہا تھا اے اللہ کا قدر بست ایک مشبک کفنی دوش پر مدحت معبود میں تھا تر زبان محبت مقصود رسید فقیر آنکھوں میں گہریا جو ڈالی نظر اوستہ کہا آپ کا تکیہ کہہ نام جو پوچھا تو خدا نے خدا پر یہ کہا آج اوہر کس طرف جب یہ کہا دست دعا چاہیے جب یہ کہا یاس ہی اب چار سو کہنے لگے بہر کوہ پہر آہ ہر طفل نہیں پاتے ہیں آغوش میں کہنے یہ دلریش نے زور دیا سوی خدا دست دعا اوٹھ گئے قبیلے کو پھر ہر کے مناجات کی </p> | <p> شب جو ہوئی شب کو وہ قائم رہا نون نبی جھکنے میں تھا بند بست جس سے سنون خاک چھپی دوش پر نوکر خداوند جہان ہر زبان بیٹھ گیا آگے قریب امیر دل میں ہوا گھر تو رہا واسطے گھر بولے کہ تکیہ مرا اللہ پر کام جو پوچھا تو رخسارے خدا بولے ہوا حکم خدا جس طرف ہنس کے کہا فضل خدا چاہیے کہنے لگے بھول نہ لافظ طوا بی عوض سخت جگر دل میں درد طفل نہ تنگ آتے ہیں آغوش میں سنتے ہی درویش نے زور دیا بیٹھ گیا دست دعا اوٹھ گئے سجدے میں گر گر کے مناجات کی </p> |
|---|---|

دعای درویش

| | |
|---|--|
| <p> ہوش دینے تو نے خدا یا بہین چاہے بولے باپ کے پیدا کرے عیسیٰ و حوا میں یہ دونوں گواہ لوح رحم کا ہی تو ہی تشبند خلقت اول میں سالہ کیا </p> | <p> اپنی عبادت کو بنا یا ہمیں چاہے تو نہ مانگے ہو یہ اکے قادر بر فضل ہی تو اے الہ کہینتا ہی نقش جو کچھ ہو پسند اب سے اور گل سے مالہ کیا </p> |
|---|--|

لہذا خلق علیٰ صورت
 آدمی و جنات و
 ملائکہ و فرشتہ
 و غیرہ
 و خلق علیٰ صورت
 آدمی و جنات و
 ملائکہ و فرشتہ
 و غیرہ

نطق کو اسی خالق ہر فوراً
پھر خلق کو دین مضعف کیا
لحم و باعظم کو جس دیتام
خلق آفت کو ہو یا ایک
ہر کوئی مخلوق ہی تیرا حسین
خود تجھ ہی دیتا ہی عاقبت کو تو
پایا جو نہ زند تو زندا ہو
ہی ترے در پر ترے در کا فقیر
دولت من زند عطا کر اسے
ای مرے رب چھوڑ اسے تو نہ فو
ذکر خفی اور نہ اسے خفی
بحر اثر موج پر آنے لگا
قدر رکھ ہر جانے ہو کچھ خیر ہے

حکم سے تیرے ہوا میں تیرا
تو نے رحم میں عکس کر دیا
سے میں رویتا وہ کیے پہ عظام
بہر عصب و پی کو جو پید ایک
اس میں کوئی تیرے برابر نہیں
جانتا ہی غائب و حاضر کو تو
مرے سے بدتر زکریا ہو
یو نہیں طلبگار ہی تجھے امیر
شاد تو اسی میرے خدا کر اسے
حسرت اولاد سے ہی دلمین درد
کیا ہی موثر تھی دعاے خفی
دود دعا ابرسا چھلنے لگا
میکدے میں آج بڑی میرے

۱۔ نطق فی قلوب
۲۔ نطق فی قلوب
۳۔ خلقنا النطق
۴۔ خلقنا النطق
۵۔ خلقنا النطق
۶۔ خلقنا النطق
۷۔ خلقنا النطق
۸۔ خلقنا النطق
۹۔ خلقنا النطق
۱۰۔ خلقنا النطق
۱۱۔ خلقنا النطق
۱۲۔ خلقنا النطق
۱۳۔ خلقنا النطق
۱۴۔ خلقنا النطق
۱۵۔ خلقنا النطق
۱۶۔ خلقنا النطق
۱۷۔ خلقنا النطق
۱۸۔ خلقنا النطق
۱۹۔ خلقنا النطق
۲۰۔ خلقنا النطق
۲۱۔ خلقنا النطق
۲۲۔ خلقنا النطق
۲۳۔ خلقنا النطق
۲۴۔ خلقنا النطق
۲۵۔ خلقنا النطق
۲۶۔ خلقنا النطق
۲۷۔ خلقنا النطق
۲۸۔ خلقنا النطق
۲۹۔ خلقنا النطق
۳۰۔ خلقنا النطق
۳۱۔ خلقنا النطق
۳۲۔ خلقنا النطق
۳۳۔ خلقنا النطق
۳۴۔ خلقنا النطق
۳۵۔ خلقنا النطق
۳۶۔ خلقنا النطق
۳۷۔ خلقنا النطق
۳۸۔ خلقنا النطق
۳۹۔ خلقنا النطق
۴۰۔ خلقنا النطق
۴۱۔ خلقنا النطق
۴۲۔ خلقنا النطق
۴۳۔ خلقنا النطق
۴۴۔ خلقنا النطق
۴۵۔ خلقنا النطق
۴۶۔ خلقنا النطق
۴۷۔ خلقنا النطق
۴۸۔ خلقنا النطق
۴۹۔ خلقنا النطق
۵۰۔ خلقنا النطق
۵۱۔ خلقنا النطق
۵۲۔ خلقنا النطق
۵۳۔ خلقنا النطق
۵۴۔ خلقنا النطق
۵۵۔ خلقنا النطق
۵۶۔ خلقنا النطق
۵۷۔ خلقنا النطق
۵۸۔ خلقنا النطق
۵۹۔ خلقنا النطق
۶۰۔ خلقنا النطق
۶۱۔ خلقنا النطق
۶۲۔ خلقنا النطق
۶۳۔ خلقنا النطق
۶۴۔ خلقنا النطق
۶۵۔ خلقنا النطق
۶۶۔ خلقنا النطق
۶۷۔ خلقنا النطق
۶۸۔ خلقنا النطق
۶۹۔ خلقنا النطق
۷۰۔ خلقنا النطق
۷۱۔ خلقنا النطق
۷۲۔ خلقنا النطق
۷۳۔ خلقنا النطق
۷۴۔ خلقنا النطق
۷۵۔ خلقنا النطق
۷۶۔ خلقنا النطق
۷۷۔ خلقنا النطق
۷۸۔ خلقنا النطق
۷۹۔ خلقنا النطق
۸۰۔ خلقنا النطق
۸۱۔ خلقنا النطق
۸۲۔ خلقنا النطق
۸۳۔ خلقنا النطق
۸۴۔ خلقنا النطق
۸۵۔ خلقنا النطق
۸۶۔ خلقنا النطق
۸۷۔ خلقنا النطق
۸۸۔ خلقنا النطق
۸۹۔ خلقنا النطق
۹۰۔ خلقنا النطق
۹۱۔ خلقنا النطق
۹۲۔ خلقنا النطق
۹۳۔ خلقنا النطق
۹۴۔ خلقنا النطق
۹۵۔ خلقنا النطق
۹۶۔ خلقنا النطق
۹۷۔ خلقنا النطق
۹۸۔ خلقنا النطق
۹۹۔ خلقنا النطق
۱۰۰۔ خلقنا النطق

پید ہونا فرزند امیر کا اور آنا کاتب نقیہ بر کا

کیا ہی چمکتے ہیں ہزار اندون
کو کتنے مین سور بھی دیوار ہو
برق کی چشمک ہی کہ ہر بار ہو
تنہا اکٹھے مین جوانان باغ
حوض کے دل میں ہی عجب لہری
حوض پہ پیواریون کا ہی جگہنا
عقل فلاطون بھی یہاں رنگ ہی
آنکھیں لڑی رہتی ہیں انگور سے

جوش پہ ہی فصل بھارا ندون
کالی گشتا چھائی ہی گلزار پر
رعد کا غل ہی کہ خبر دار ہو
دلین گشتا جاتا ہی سامان بلغ
موج میں ہی باغ کے جو نہری
باغ سے جاتی نہیں اک دم گشتا
انڈے میں ناک عجب رنگ ہی
تا کتنے ہیں زند کھڑے دور سے

بیچ ہی ہیریل میں گیسو کی فنکھل
 سہو کبریز میسر ہو سے
 ہم منہ ہین ساقی جو تیرا نام لین
 ہوش میں آساقی رنگین لباس
 وہ بیان اگر جانب میخانہ آئے
 آج نور مدون میں یہ گاڑی چھپی
 رحمت رب ہو گیا ابر سبیاہ
 فضل ہمارے میں ہی ہرست پاک
 دل میں نہان رکھتے ہیں بوتل تمام
 قاضی اگر دیکھتے آئے تو کیسا
 یونہیں اگر ذلت اور عطا کرے
 لاکھ کہے کوئی نہ اسکی سنے
 لاکھ یہ جانا کرے افشای راز
 یہ کہے اور اور کہیں اور اور
 ہم وہ ہیں دو جام پیے جنگلہری
 جام سے عالم کی خبر گہر میں ہی
 آج تو نشانی میں یہ سوچ ہی ترنگ
 خوچ ہے نشاۃ مافی الصیر
 قدر یہی دل میں ارادہ کیسا
 تم تو یہ کہتے ہو کہ افشا نہ ہو
 ہی جو فشانہ اوسی دلریش کا
 دعوت درویش کی تاثیر واہ
 خوب و عا و نکا بندہ سلسلہ

شادین جھکی جاتی ہیں ابر کی شکل
 میکدے رندوں کے لیے گہر ہو سے
 حور سے کوثر کا ابھی جام لین
 دیکھ ذرا مست کے ہونٹ حور
 صاف ہو خرم اور کہیں دہانہ آئے
 ناز پری گرتی ہی تر دا منی
 پانی پڑا دھوئے گئے سب گناہ
 ابر کی چادر سے بنا دست پاک
 آکھہ کے پڑتین چھپاتے ہیں جام
 میکدے میں کچھ بھی نہ پاتے تو کیا
 پھر نہ یہ میخانے میں جا یا کرے
 سر نہ ملے لاکھ یہ سہ بھی دہنے
 کوئی نہ میخانے میں بتلائی راز
 بیٹ کے بلکے نہ ہوں شیشے کے ٹکڑے
 عقل فلاحوں سے بھی بڑھ گئی
 سانغ حبشہ یہی جسکر میں ہی
 جام سے کلبجای زمانے کا رنگ
 کہنے لگین حل انیس فقیر
 خوان تکلف کو زیادہ کیسا
 میری یہی دہن ہی کہ افشا نہ ہو
 ذکر کرو دعوت درویش کا
 جھوٹ جو کہتا ہوں تو آئین گواہ
 وہ جو عقیقہ تھی ہو لی حاطہ

تفضل میں خازن نے لکائی کلید
 حامل نطفہ شکر زین ہوا
 گوہرین عجب قسم سے تہیز لگے
 حمل ترقی پہ جو مائل ہوا
 سستے میں جب نور کا ٹکڑا ہوا
 نام خدا تیری کریم کی شان
 جہاں عنایت کی بود کھلا گیا
 صدقے ترے اے مے رب علا
 کہتے ہیں جب باپ کو پونجی خبر
 خمس دیا صدقہ دیا خوش کیا
 شکے بحال پس نہ دار
 گو دین پڑے سے نکالا اوسے
 ڈال چکا قدموں پہ جدم سیر
 منہ میں زبان ڈال کے معصوم کے
 حفظ کی دو چار دعائیں پڑھیں
 خڑیے گنڈے بہت پڑیے
 ایک دعا لکھ کے عطا کی اوسے
 یہ ہم اقبال سلامت ہے
 آگے جو گذرا ہی تقدیر کا حال
 ہم نے سنا ہی یہ بہت معتبر
 کاتب تقدیر بحکم خدا
 تہی جو بہت ساعت نیک اور بعد
 کاتب تقدیر بحکم تقدیر

دم میں ہوا ایک خسرا نہ پر یہ
 گوہر نایاب کا مخزن ہوا
 چھنچھن ہو میں چھبے ہوئے لگے
 ماہ منسم میں مہر کامل ہوا
 چودہویں کے چاند ساڑکا ہوا
 دینہ میں تو جو ہوا مہربان
 شاخ شکستہ میں شہ آ گیا
 جسے جو مانگا وہ اوسے دیا
 خوب لایا گھر و مال و زر
 سجد کیا شکر کیا ہنس دیا
 دیکھنے آیا پدر نامدار
 پاؤں پہ درویش کے ڈالا اوسے
 بیٹہ گیا گو دین لیکر فقیر
 ہنسنے لگا پیار سے منہ چوم کے
 خوب اثر دار دعائیں پڑھیں
 نقش لکے سوئے کئی دم کیے
 باپ کو پھر دیکھ دعاوی اوسے
 تا صدوسی سال سلامت رہے
 کہتا ہی یوں راوی شیرین تعال
 قسمت روزی عمل خیر و شر
 ماتھے پہ لکھ جاتا ہے سبکے جدا
 بعد ولادت وہیں دم بہر کی بعد
 لکھنے چلا جب تک طفل صغیر

کشف و کرامات کا دیکھو اثر
وہ مکمل درویش نے رکھا اوسے
خدمت درویش میں آیا ملک
دیکھ مجھے کیا میں فشرستہ نہیں
ہی مری ششے میں ہر اک نہیست
باتم بنا آئینہ سر نوشت
حال ملک سنکے یہ بولا فقیر
ٹہری ہی اس طفل کی تقدیر کیا
اوشے کہا حکم خدا ہی جو کچھ
جو جو بتایا ہی تاسکتے ہیں
مفت امانت میں خیانت کریں
تم سے کہیں تاکہ کو سب سے تم
کنے لگے آپ سن ای رازدار
خلق میں عساز رہیں وہ نہیں
ہی قسم حضرت ستار عیب
کاش زبان نہ سے نکالے کوئی
جب نہیں مضبوط بہت پالیا
حکم خدا ہلکویں سے فقیر
فضل الہی سے جو ہو یہ جوان
گوئے سے میدان خالی رہے
شاد و فرخاک رہے یہ سپر
گذرے یونہی ابق لیل ہمار
ختم ہوئی بات بڑا وہ ملک

حضرت درویش کو آیا نظرسر
لکھنے پنا یا تھا کہ نوکا اوسے
کنے لگا کون بتایا ملک
نے مے قسمت کا نوشتہ نہیں
نامہ تخت رید ہی بر خط دست
اس سے عیان ہوتا ہی ہر غیبت
اب یہ بتا اے ملک نے نظیر
ماتے پہ کر جاگیا تحریہ کیا
حرف سہ لوح لکھا ہی جو کچھ
جو جو سنایا وہ سنا سکتے ہیں
صورت ہاروت قیامت کریں
شاہ جی گتے تو ہو مطلب سے تم
یہ نہیں واللہ ہمارا شعار
اسکی سنیں اوکی کمین وہ نصیر
تو جو شاہے زمین سہرا عیب
راز سنکے وہ زبان سے کہی
کاتب تقدیر نے بتا دیا
لکھ یہ سچہ یہ طفل سپر
اسپیک خیر ہے زیر ران
اسکی کہی ران نہ خالی ہے
چہن سے کنجای یونہی عمر ہر
گوئے سے اور تری تو میان راز
ہاتھ ششے طفل کے تخت ملک

| | |
|---------------------------|-----------------------------|
| رزق لکھا عسک کا نقش لکھا | اور جو منظور تھا لکھنا لکھت |
| کام کیا شکل دکھائی نہ پہر | گرد ہی اوسکی نظر آئی نہ پہر |

دوسرے فرزند کا پیدا ہونا اور تیسرے کا ہونا ہونا

| | |
|----------------------------|------------------------------|
| دیر ہوئی دوسرے سابق | اور چلے اور چلے سابق |
| ابری چستی ہی ہوئے بہار | ہو اب دریا بطری کا شکار |
| بادۂ احمر بط سے مین بہرہ | خون کبوتر بطری مین بہرہ |
| بوئین سب اور وہ ٹکین ٹکین | برق چمکتی ہو میان سحاب |
| رعد کی شورش ہی بہار آئی ہی | مردۂ گل باد صبا لائی ہی |
| چرخ پہ پونچا ہی سیر مغان | جھومتا ہی شاد ہی پیر مغان |
| صاحب تاثیر ہی کیا بات ہی | بات ہر اک اوسکی کرامات ہی |
| نشہ مجھے آخر کار آ گیا | فلکین اوٹھیں ابر بہار آ گیا |
| ایک پلک مارنے مین کیا ہوا | عالم بالا تو د بالا ہوا |
| ہی یہ دعا مثل دعا سے فقیر | پیر مغان لاکھ فدا ہی فقیر |
| کہتا ہی اسطرح مرا ہنس | بعد ولادت کے جو گذار ہیں |
| پہر وہ عفیضہ ہوئی بستنی | وضع کی میعاد پہ لڑکا جنی |
| طفل طرہ حدار وہ پیدا ہوا | جسکی نظر پڑ گئی شیدا ہوا |
| نہرے مین جب دیکھنے آیا پر | خدمت درویش مین لایا پر |
| ہنسکی کہا آپکا بختا ہی یہ | اور انہیں قدموں کا نقش ہی یہ |
| کھلے پر گود مین لیکر اوٹھا | بوسہ لیا گھر کے قدم پر اوٹھا |
| خدمت درویش مین آیا گیا | کاتب تقدیر او دہر آ گیا |
| پروہی درویش سے باتیں ہوئیں | پروہی چمکین وہی گماتیں ہوئیں |
| محرم و ہزار جو پایا انہیں | غیب کا احوال بتایا انہیں |

| | |
|--|--|
| <p>حکیم چند اور مذہبیں یاد ہے جسکے پونچ لے ملک بانہر پونچے جوانی کو تو استاد ہو باتیں اسکے نہ پرندہ نہ پتے دامِ تقدیر ربانی نہیں راز کا جگر اوجو ہوا سب تمام حکم جو عالم کا روا ہو گیا صاحبِ اولاد ہوا جب امیر سلطنت جو دامنِ سائل ہوا</p> | <p>خالق اکبر کا یہ ارشاد ہے مفضل کے شے پو پو تکرار صید گم حلق میں صیاد ہو نہ ملک نہ ہی نہ زندہ نہ پتے اسکے سوا اسکی کمائی نہیں حاکم فرشتے نے کیا اپنا کام کاتب تقدیر ہوا ہو گیا شاو کیا شاد ہوا حب امیر موتیوں کی آب کا ساحل ہوا</p> |
|--|--|

تولدِ خواجہ آمد کا مہینہ

| | |
|--|---|
| <p>آج مہینہ آپ میں جم ساقیا تو نے سنا جاتی ہے فصل بہار کل یہ بے انتظام جسم کہاں فصلِ خدائے وہ سر انجام ہو رند کوئی جب سو میخانہ جائے حاضر اگر شیشہ کو ساغر نہ ہو ہم سے فقیروں میں ہلا کیا حجاب وضعِ نفاست پر نہیں کچھ خیال رازِ خدا سب اسے معلوم ہے ہاتھ اوٹے ہر دعا میں بار واوری تاثیرِ معانی فقیر خانہ ابکی جو وہ تلی بی ہوئی</p> | <p>ہوشِ نہیں تیری قسم ساقیا ہوش میں آ جاتی ہے فصل بہار جامِ کہاں بزمِ کہاں ہم کہاں دورِ آخر میں ترانہ ہو جایِ پراس راسے پیاسا سجا ہے اسمین تکلف نہیں بہتر نہ ہو خیرتی کشکول میں ہرے شراب تو نے سنا ہو مرے مژدہ کا حال شہرہ آفاق ہی وہ دہوم ہے نخلِ تمنا سے ملے تین بار کہتا ہی یوں راوی طوطی نظیر بطن سے اوس تلی تلی کے لڑکی ہوئی</p> |
|--|---|

ہوا سا قد اور چنڈولے سے بال
 ناز کی اندام میں آنکھوں میں شرم
 گوہ میں لیستا ہوا باہر گیا
 پیار کیا گوہ میں جب لے لیا
 دیکھ دے عا پے میں بھو ا دیا
 تکرہ حال نوشتہ ہوا
 غیب کا اسرار بتایا تمہیں
 اب نہ بتا گئے تمہیں شاہ جی
 کون سا ہی آپکا بانسین قدم
 میرے سے کون سا پردہ رہا
 تھے سبب جان گیا ایک بات
 پر کوئی سننا نہیں کہ کانون کان
 میں کئے دیتا ہوں مگر بشرط ہی
 کہتا ہی یوں خالق جن و بشر
 ہمیک یہ مانگا کرے آخر تلک
 چین سے نئی فکر کمائی کرے
 اس میں کچھ ان لگا اجارہ نہیں
 اور وہ خستہ کے قریب آ گیا
 حکم خداوندِ جہان لکھد یا
 عقل یہ کہتی تھی کہ آیا نہ تھا
 سائنو کو بخش دیا مال و زر
 سب کو مگر حسبِ لیاقت دیا
 جان سے اور اسے مطیع فقیر

جو کا چہرہ تو پری کا جمال
 صاف ہر اک عضو بدن نرم نرم
 باپ جو پنے کی برابر گیا
 دیکھی درویش نے نہیں نہیں دیا
 چلتے رخسار کا بوس لیا
 اتنے میں ظاہر وہ فرشتہ ہوا
 بولا کہ دوبار بتایا تمہیں
 رازِ خدا پوچھ چکے واہ جی
 آپ ہی مرشد ہوئے اللہ سے
 ہنسکی یہ درویش نے اوس سے کہا
 اس تو دنیا میں نہیں نیک بات
 پوچھی مے کانون میں جو بہستان
 اوسے کہا خیر خبر بشرط ہی
 اپنے فرشتوں کو نہ کیجئے خبر
 جہمہ خستہ پر یہ لکھ اسی ملک
 صبح سے تا شام گدائی کرے
 حکم خداوند سے چارہ نہیں
 حال یہ درویش کو بتلا گیا
 خامہ تھی انگشت ورقِ ناصیا
 لکھ جو چکا پہر کہیں سایا نہ تھا
 پہرے خزانے میں جو آیا پدر
 زردیا زلیور دیا خلعت و یا
 شاو یونہیں رہنے لگا وہ امیر

| | |
|---|---|
| <p>چاہا جو کپڑے او سنے روا ہو گیا سائے آنکھوں کے سب آنکھوں کے نور حق نے دکھایا یہ سمان باپ کو وہ بیان یہ رہا تھا نہ پوچھے گزند سوی خدا بار اوٹے رہتے تھے باہرین کہیں جبکہ دیشم و چراغ سامنے آنکھوں کے وہ بند ہوا یہ نہیں نظر تھی تھی اطفال پر سنتے تھے جسم سخن اطفال کے وہ ریت پیش میں جھولا نکر</p> | <p>سنتے جو کچھ اسے کہا ہو گیا نحت جگر گود میں دل میں سرو عید کا دن روز تھا مان باپ کو وہ نون وہ مان باپ سے مثل سندیہ ہر دعا ہاتھ اوٹے رہتے تھے پہول تھیں بزم سے بلع باغ نخل جوانی سے برومند ہوا پہلے تھے آنکھوں میں وہ نور نظر چومتے تھے سب دہن اطفال کے ہا دم لذات کو بھولا نہ کر</p> |
|---|---|

شابع صاحب کا حج کرنا مان باپ کی مروت کی صفائی کر کوئی جدائی

| | |
|--|--|
| <p>آج مرا پیر مغان کیا ہوا ساقی و مطہر نظر آتے نہیں قلقل مٹا ہی نہ چنگ و رباب تاک بھی مر جائے ہیں اندر سے یہ کیا ہی بستی ہے بیان فی کسی کوئی نہیں میکہ ہر شمسان ہی آج بیان ہوئی ہی کچھ عقل گم ایک او وہی ہی فقط چائی ہی سنتے تھے ہم ایسی ہوا کچھ جسمی کون سے سب سے میں یہی رہی شمر کا سامان ہے بچل یہ ہے</p> | <p>کل جو بت دیا تھا وہ سمان کیا ہوا جلکے چہے میں کہ ہر آنہ نہیں تاک میں آئی نہیں بچے کتاب سرو و صنوبر بھی کٹے ہیں او وہاں میکہ اور ایک جہان فی کسی قدر چلو ہوگا یہ میدان ہی بزم یہ ساقی نہ صراحی نہ خیم خیر ہی کچھ نفس خزان آئی ہی شمر میں شمسان ہوئی ہر گلی شمر کا شمر آج ہوا ہی حال جو پوچھو تو منہ منہ ہے</p> |
|--|--|

کہتے ہیں افسوس کہ مدت ملک
 سب سے ستمی دل بنا دو بخت جگر
 سر پہ جوتی چاہتے والوں کی چہاؤں
 فضل نہ لستے ہوئے وہ جان جان
 چین سے اون سب کی بسر ہوئی تھی
 جمع تھا کہ جلسہ عجبیب غریب
 چرخ کو منظور ہوا تنہا
 چچ و زیارت کو ادھار وہ فقیر
 شخصے دیے لڑکوں کے مان باپ نے
 ولین سائے ہوئے تھے و لوئے
 ہو گئے جس وقت یہ اکھو لئے اوٹ
 شاق ہوا جب فقیر جسیل
 باپ کی پسے تو قصا آگئی
 وہ صدق یاس کے درتسیم
 وہ شفقت اور عنایت کہاں
 شام سے گیسو نہ بنائے گئے
 کونسی بستی کو سفر کر گئے
 جلے وہاں ہم جو شکایت کریں
 اوترے مجھے منہ سے وہ حیران ہوں
 سننے لگے چاک گریبان اگر
 الغرض اون سب کی وہ حالت ہوئی
 سب نے گریبان کیے چاک چاک
 سوچ ہیں تقویہ کا عالم ہوا

سب کے موافق تھا جو دور و فرسک
 باتہ میں دل سکھتے تھے ماورپہ
 سب نے نکالے تھے غضب تہ پاؤں
 تیسوں علی قدر مرا تہ جوان
 عفر تون میں شام سحر ہوئی تھی
 لوگ بھی آتے تھے غریب عجیب
 ہو گئے مجبور ہوا تفرقہ
 روکتا اس راہ میں کیونکر امیر
 دے کے قسم کچھ نہ لیا آپ نے
 کعبے کو وہ قبضہ و کعبہ چلے
 دونوں کے اک بار لگی دل چوٹ
 ہو گئے وہ دونوں مریض و علیل
 باپ گیا مان کو اجل کہا گئی
 بین یہ کرتے تھے کہ دل تہا و نیم
 ہی کمین اس عزم کی نہایت کہاں
 صبح ہوئی منہ نہ دہلائی گئے
 حکم و راہی نہ خبر کر گئے
 سنے و منہ چہ بین عنایت کریں
 دیکھ لے زلفوں کو پریشان ہوں
 روئے لگیں دیکھ لے ماورپہ
 خاک و طین گرد ملا ت ہوئی
 گرد و تہ کی ملی منہ ہ خاک
 ایک مرقع تھا کہ برہم ہوا

کوئی بزرگ اوکانہ سر پر رہا
 شہر کے اوباش ہی جانے لگے
 مفت اونہیں سونے کی چڑیا ملی
 جال یہ پہنچا کہ وہ دولت اور
 بھلے سے بچنے لگا وارہ
 ٹھنڈے جوتے کرنے لگے گریبان
 کہنے لگے لوگ بدونیک کی
 بات یہ بنتی کہ بگاڑین انہیں
 روز کی آپس میں لڑائی رہی
 ملے اونہیں لوگوں فی وہ بات کی
 جوڑیہ گانٹے کہ بہت وق ہو
 مال وہ جو اتہ میں جس کے پڑا
 خانہ خرابوں نے کیا گھرتباہ
 وکیہ لوای قذر فراہوشیار
 سر جو اٹھایا کہین مثل حباب
 آپ نے پانی پہ بنایا ہی گہر
 قصبہ و پیا ہی بڑی جو فا
 حاصل اسے کہتے ہیں مرہ کے لوگ
 کرتے ہیں کس درجہ سخن سازیاں
 حیف کی جا ہی کہ وہی خود پسند
 حشر کے دن کا نہیں خوف و خطر
 خیر میں چرخہ سود کی مرید
 سپر ہی عقل بلا لائے گی

تینوں کے تینوں کے اور گہرا
 چسکنے لگے مال اور اپنے لگے
 خاک میں وہ دولت دنیا ملی
 سب اونہیں لوگوں کے بدولت اور
 خرمن دولت میں پڑا نما رہ
 پڑے واسے ہوئیں فی شہر
 غیب تبین کرنے لگے لکھا یک کی
 جوڑیہ پتے کہ اوکھاڑین انہیں
 بگڑے بننا پنی کمائی رہی
 دیکو سو بھاتے تہ مگر رات کی
 تینوں کے تینوں تنفق ہو
 لیس کے روان ہو گیا چوٹا بڑا
 سنتے ہیں وہ تینوں کے تین
 دولت دنیا کا نہیں اعتبار
 دم میں سچوٹا نہیں مثل حباب
 ہر گھڑی لکھا ہی ہر اک دم خطر
 یہ نہیں کرتی ہی کسی سے وفا
 جان کہا جیتے ہیں جی ہر کے لوگ
 مکرو فریب اور دغا بازیاں
 خلق میں مشور ہوں ہر عقلمند
 مکرمین کب تک یہ کریں گے سہر
 یاد ہے غرہ بن میں مزید
 بیخودی حشر میں کام آئے گی

قہر میں عقل پر کیا بیان ہے
جو کوئی دانا ہی وہ دانا ہے

پہشتیر کی کہانی اور سبکی خیر

آج نکل جانے کی دل کی بھراس
جام نو کیا ہاتھ سبوتک بڑا بین
سنستے ہن پر فصل بہا آتی ہی
لاکھوں پر سوئی گلستان گے
اوتے چلے جاتے ہن منہ موڑ کر
راگ نیا لاتے ہن گلزار مین
بیٹے بوجھ مطربو اندھیرے
رندو اوٹو لائین اوتے ہاتھوں تہ
پیر مغان کون وہی مرد پیر
کعبے سے پٹا جو وہ صحرا فزود
پر تے بوجھ یک بیک آیا خیال
سوچکی یہ دل مین وہ یتیمی دہر
شہر مین پونچا جو وہ مرد فقیر
جاگے جو دیکھا تو بچاتے ہن دہم
خیر سے ہوتا تھا جدہ کو گذر
دیکھیے جس در کو الگ بند ہے
دیکھکے در ویش نے سر دہن لیا
سنکے صدا بر محل آیا وہ مرد
اکے کہا کون بتایا فقیر
شہر کے یہ بولے کہ ادھر آئیے

اب تو چڑھا جائیں گے دہن گلستان
ایک سبوتک کیا ہی کہ خرم تک چڑھا بین
دیکھیے وہ فوج ہزار آتی ہی
نوکے مغان خوش الحان گے
باغ پر گر پڑتے ہن پر جوڑ کر
کان اوٹے جاتے ہن گلزار مین
چہرہ دو طہ نور کو کیا دیر ہے
پیر مغان آئے مشیخت کی ساتھ
کاشف اسرار جناب فقیر
نور خدا قلب مین چہرہ پر گرد
چلکے ذرا دیکھیے اون بکا حال
شاو و فحشا ک گیا سوی شہر
سیدا چلا سوی مکان امیر
فاختہ وزاغ و ابابیل و بوم
جھکتے تھے تسلیم کو دیوار و در
کوئی نہ بوڑھا ہی نہ فرزند ہی
ایک پڑوسی نے وہاں سن لیا
گدھی جھپٹ کر نکل آیا وہ مرد
کھنی لگا پہر کدھر آیا فقیر
آئیے اک بات تو بتلائیے

یہ تو کو کیا ہوئے اسکے مکین
اوسنے کہا شکر خدا کیجیے
خاک کا پتلا یہ سین مجبور ہی
یہ مرض ہجرت بڑا مر گئے
تھی جو یونہی مرضی رب کریم
داغ یہ درویش نے جسد مہسا
اب یہ کہو تیون کمان ہین و طفل
اوسنے کہا شہر سے راہی ہوئے
ایک تو جب شہر سے باہر ہوا
باپ کے مرنے لے او سکوال
دوسرے فرزند کی سنیے خبر
قلت نرسے یہی دل میں ٹسنی
ہاتھ میں اور دوش پہ کنبہا ہی دام
پوچھتے ہین آپ جو دختر کا حال
مال پر ہاتھ نہ آیا اوسے
تم کو ملے گا جو مکان ایک کا
اوسنے سنایا جو یہ قصہ تمام

خیر تو ہی اس میں تو کوئی نہیں
جس میں رضا او سکی ہو کیا کیجیے
سخت زمین اور فلک در ہے
دونوں کے دونوں وہ قضا کر گئے
ہو گئے اطفال وہ تیون تیسیم
تہام کی دل اوس سے یہ رو کر کہا
تم ہین بتلا و جہان ہین و طفل
تیون شہر ملک تباہی ہوئے
جاگے سواروں میں وہ نوکر ہوا
گمراہ لیا ہو گیا چہرہ بحال
شہر سے اوسنے ہی کیا ہی سفر
کرنے لگا پیشہ حسید افسگنی
شام کو بازار میں گنتا ہی دم
کرتی ہی اک شہر میں در سوال
کیا کے آخر ہی یہاں اوسے
ایک سے باغ کے نشان ایک کا
آپ بٹے مکہ کے علیک السلام

شاہ صاحب کا بڑ بیٹے پائلا اور ہون کی سوا لیکر اس آنا

کل یہ سنا تھا کہ پہرانی بہار
خار بھی گل ہو گئے ندرت یہ ہی
طعن سے وعظ نے کیا دکھ چاک
رنگ پٹے اس پہ بہار آئی ہے

آج خدا ہی نے دکھائی بہار
جوٹ اوڑھی تیج ہوئی قدرت یہا
آج تو جوٹے کوئی آنکھوں میں خاک
باغ پہ جو بن سگنتا چھائی ہے

دختر ز اور شہرابی کے ساتھ
 وہوم سے رند و نمین غشت ہوم
 نوبت ساقی کی دکان پر ہجوم
 باوصفا بار نہیں پاتی سے
 اووی گشت اور گھائی شراب
 زور عباوات کا گھٹ جابی کا
 توہی زائد کا ونوٹ جابی
 توسی غمتا سے بکے شہرین
 توسی چھے یہ سریر مغان
 پریر مغان اور مغان کے مرید
 غام ہی ہی انجھہ چٹائے ہوئے
 دیدہ ساغ کو ہی کیا انتظار
 قدر زین غمت پس ویش ہے
 تلخی سن تلخی آیا فحیر
 پہنچا رسالے میں جو وہ دی قار
 ایک کے بستر پہ نشان مل گیا
 دوست کا انکے وہ کلاں تھا پہر
 باپکا ہمارا ہنسین جان کر
 دیکے یہ مان باپ کا چر ساوسے
 دونوں طرف شکوہ کے ذکر کھلے
 وہ بھونٹا انہسین حال فراق
 اوسنے وہن پاس اوتارا ہنسین
 شاہی آرام سے منے لگے

اور شہرابی ہی کبابی کے ساتھ
 چیتے ہن غل ہی عجب وہوم ہی
 باغ کے در تک سے بار ہجوم
 پھول میں خود پھول کی پو آتی ہی
 مشرب زائد کو کر سے گی خراب
 ایک ہی چٹو میں اولٹ جابی کا
 توسی اک جرے میں جی چوٹ جابی
 توسی پا جامہ بکے شہرین
 اکے کے بیعت پریر مغان
 شاد ہن نوروز ہی یار محمد
 اور سبوتاہ بڑائے ہوئے
 دست سبوتاہ جکتے میں کیوں بار
 آج بیان آمد درویش ہے
 وہیان اوہر کیجئے آیا فحیر
 دھونڈتا تھا خواگہ ہر سوار
 پہر تو وہی راحت جان مل گیا
 آپ قد مبوس ہوا دوڑ کر
 رونے لگا دیکھ کے پہچان کر
 رونے لگے اور رولایا افسے
 جاگے نصیب اور مقدر کھلے
 یہ بھی جاتے سفر اشتیاق
 حال سنایا کیا سارا انہسین
 اوس سے پہراک روز یہ کہنے لگے

کیا کہیں الفت ہے جو کہہ آپ سے
 کیا کہیں ہم جیسے وہ مرحوم تھے
 تم ہی ہو جس پر بد کے عقلمند
 اوسے کہا کون سی بات ہی
 آپ سے شرمندہ ہوں نام نہون
 معتقد اسطرح جو پایا اوسے
 جو کمون میں اوس میں مگر قیل قول
 وام جو کہہ کہن اوس میں صرفہ کر
 سنے کہ ہنسوا کہ عجب سیر ہے
 بیچ ہی اونہ کچھ منہ سی بول
 دیکھ کے رخ بولا وہ آگاہ دل
 چاہیے اس میں نہ نورہ فکر و غور
 اس میں بیابانی ہی تری جان لے
 جب یہ سنا پر تو وہ کانپا وہین
 سیدھا اوٹھا اور گیا تھان میں
 لالی سالے میں مہین ہاتھوں ہاتھ
 پاؤں کو پیلا کے وہن شام سے
 کیوں نہ ہلا چین سے کاتے وہ شب
 قیمت سب اوسے چو پائی تمام
 کون سکے اس میں برائی ہوئی
 جب سالے میں رہا اسرا
 دیکھا وہاں جاکے تماشا عجیب
 جانی گھر اپنے وہیدار سوار

تھے سنا ہوگا کہی باپ سے
 تھے تھے اوس میں معلوم تھے
 کیا ہی سن ہی جو سنا وعظ و بند
 مجھ پر بزرگوں کی عنایات ہی
 جس میں مجھے حکم ہو خادم نہون
 وعظ و ناصح نے سنا یا اوسے
 اس سبک سیر ہی بیچ ڈال
 شام تک بنے پائے وہ زر
 خیر ہی درویش کو کچھ خیر ہے
 واہ جی گھر کوڑا سخا من مول
 واہ عیسین واہ جگر واہ دل
 وہ مرا مسبود تجھے دیگا اور
 بات فتنہ دہنی ذرا مان لے
 کشف و کرامات کو ہر پناہ دین
 کہول کے لایا اوسے میدان میں
 بیچ لیا اس سب کامی کے ساتھ
 گھوڑا بکا سورہ آرام سے
 بیچ کے گھوڑے کو وہ سوتا ہی اب
 ایک ہی دن میں وہ اوڑائی تمام
 بات تھی مرشد کی بتائی اہوئی
 دونوں گئے جانب ہمان سرا
 ایک ہی اسوار مسافر غریب
 راہ میں بیٹے مہاراجہ سوار

ج
 فقیر
 بیٹے
 مہاراجہ

روکے دو گنت ہی کہ اے میرے رب
 یا تو مے یا تو نہ بیمار ہو
 اس میں یہ درویش نے جا کر کہا
 چاہے مے ہاتھوں سے بیچ ڈال
 اوسنے کہا خیر مہی و سبجی
 آپ نے منظور کیا لے لیا
 وہ تو روپے لے کے روانہ ہوا
 آپ نے جبوقت یہ گھوڑا لیا
 دیکھ کہا اسکے ابھی دام کر
 ہی تری تقدیر میں گھوڑا مدام
 تو کہی بائع ہو کہی مشتری
 کہتے ہیں درویش جو حامی ہوا
 خلق میں سا کہا بھی بڑا مستدر
 واہ رسی تدبیر جناب فقیر
 مال و خزانہ اسے حاصل ہوا
 باتوں ہی باتوں میں کہا ایک دن
 جاؤ نہیں اوس نے مہتری بہانگی پاس
 ساتھ نہ کچھ مال و خزانہ کرو
 اوسنے کہا اٹھو نہ سے منظوری
 ملی ہوئی یہ بات تو رہبر لیا
 تھا جو مقام او کا وہ جانا ہوا

گھوڑا نہ جیتا ہی نہ مہتر ہی اب
 یا کوئی گھوڑے کا خبر دیا تو
 گھوڑے میں کچھ دم نہیں باقی رہا
 تین روپے دیا ہوں بچے ڈال
 خواہ مے خواہ جیے لیجیے
 مول جو شہر تھا اسے دیدیا
 گھوڑا وہ قوم جھاڑ کے چہا ہوا
 اوس سے لیا اور انہیں دے دیا
 بیچ اسے چین کر آرام کر
 روز کے روز آئین خبردار دام
 یونین رہے گھوڑوں کی سوداگری
 پہ تو وہ سوداگر نامی ہو ا
 لاکھوں روپے آنے لگے بات پر
 ہو گیا دون میں اس پر کبیر
 دیکھ کے درویش بھی خوشدل ہوا
 ہو جو کوئی نیک گہری نیک دن
 اوس سے ہی یونین کچھ لیا تھا
 آدمی اک دیکھ روانہ کرو
 بیچ ہی جو مامور ہی مغدور ہے
 چل دیے اور آگے اسے دہرایا
 رہبر رہبر وہ روانہ ہوا

پہرہ و سر لڑکی کے پس لہا اور سیاہی کا رنگ جہان

خیر پیلا نہ پلا ساقیا
 طلحہ چہ پیمانہ دہرا رہتا ہے
 ہم سے اوزا تو تو اوڑا میں گی پیش
 تاو میں اگر ابھی لیٹنے قسح
 سو کہ گئی ورد و عا میں زبان
 قہری بہر ہی کوئی لب تر نہو
 جی میں ہی سائل کی گرہ کھول لے
 تو کوئی پانی ہی نہ پائے وہ ہین
 دیاں نگر خیر جو خالی ہین ہاتہ
 اشک می سرخ کا بیانا ہے
 جلد چمکا ایک سفر پیش ہے
 ولولہ امی نانکے بانی یہ ہی
 چلے وہ اللہ کا پیرا فقیر
 پہلے تو وہ رہبر رہبر گیا
 جھکے کیا او سکواو سے سلام
 حضرت درویش کی تدبیر عقل
 مال کا آنا وہ روپوں کا شمار
 دیر تلک او سکواو سنایا کیا
 پر یہ سنایا اسے حکم امیر
 خاطر نازک سے ذرا ہوشیار
 راز آئی سے نہ گھبراؤ
 بول اوٹھا جو کج کے وہ چیلان
 اوسے کہا آئیے باہر میں آپ

انکہ تو یاروں سے ملا ساقیا
 خیر ہی کیوں ہے بہرا رہتا ہی
 صورت بادہ ابھی انیکا جوش
 قدح سنا کر ابھی لیٹنے قسح
 جب کمین جاری ہوئی تیری کان
 صورت قارون کمین ابستہ نہو
 نقد ہی لے دل کی گرہ کھول لے
 چائے آئندہ اور لے وہ ہین
 جام تو بہر ناز و لطافت کی ساتھ
 چشم و خرد قیمت پیمانہ ہے
 فکر و تردد ہین در پیش ہے
 راوی صاف کی زبانی یہ ہی
 منزل حیاو پہ پونچھا فقیر
 کھولے دوائے کو اندر گیا
 حال برادر کا بتایا تھا م
 گھوڑوں کی سوداگری و ساری عقل
 خلق میں ہر بات کا وہ اعتبار
 اسے جو پوچھا یہ بتایا کیا
 لے تے پاس آیا ہی خود فقیر
 اک سر موفوق نہو زنیہار
 جو کہے انکو نے بجایا یو
 جسکا تو رہر ہے وہ رہر کمان
 دیکھئے کیا جلوہ داور ہین آپ

جب یسنا اوسنے اوٹھا بر محل
 پاؤں حضرت نے جو پایا از سے
 تہ پہلے تو کی تعزیت والدین
 ویر ملک یو مین روتے سے
 اشک الم یاس سے نہنے لگے
 پونچھ کے آنسو اوسے لپٹا لیا
 جبر ہلاک تھا گوارا انہیں
 حال سنایا کہ برا حال ہے
 کم نہیں ہوتا کسی تدبیر سے
 ہنسکے یہ کہنے لگے اے شیعو
 چلکے وہیں حال سنائیگی ہم
 اوسنے کہا خیر جو ارشاد ہو
 کہتے ہیں جب صبح نمایاں ہوئی
 نور کے تشکے سے اوٹھا وہ جوان
 دام لیا دانہ لیا ہاتھوں ہاتھ
 ایک طرف بڑھ گئے بستی سے دو
 ایک کف دست بیابان تھا
 سبزہ نوخیز بہت لہلہ
 سید ہی درخون کی قطار اک طرف
 چاک گریبان سحر اک طرف
 نخل میں لٹکے سوئے بار اک طرف
 جیل لبالب تھی بری اک طرف
 مور کی جھل میں صدا اک طرف

سامنے حضرت کے گیا کمر ہل
 سینہ اقدس سے لگایا اوتھے
 دونوں کے رونے سے ہوا شور و شین
 مین ہی مابین مین تھتے رہے
 پہرے صبر کے کہنے لگے
 سینے سے لپٹا کے ولا سا کہا
 اوسنے وہیں گہر مین اوتارا انہیں
 جال مری جان کا جنجال ہے
 دام بنا ہے خط تقدیر سے
 صبح ترے ساتھ چلین گے ضرور
 جو جو تباہی تباہی گئے ہم
 تم خط تقدیر کے استاد ہو
 زور پر تقدیر بیابان ہوئی
 فجر زہری اور کیا اپنا وہیان
 اور وہ درویش چلا ساتھ ساتھ
 دونوں گئے عالم بستی سے دو
 صلے عے نور کا میدان تھا
 اور پرندوں کے کمین چھپے
 لالہ صحرا کی بہار اک طرف
 نالہ مرغان سحر اک طرف
 اور گل خود رو کی بہار اک طرف
 قہقہہ کبک وری اک طرف
 گلشن جنت کی ہوا اک طرف

اترے شبنم پہ گن اک طرف
 حارون کی ریل کی ریل اک طرف
 صبح کا وقت اور وہ نسیم سحر
 گمانش پہ تے قطرہ شبنم پڑے
 نخل پہ سوچ کا جو پڑتا تھا نور
 شاخ پر اشد سے ہجوم پیور
 سر دہوا اور برودت ہر می
 سبزہ کہنیں اور کہیں چشمہ سار
 دو نون گئے پہ اوس میدا نین
 اوس سے یہ فرمانے لگے شاہ جی
 دیر ہی کیا اب نہ ذرا سانس لو
 اوسنے وہن دانی کو چٹکا دیا
 جال میں اک باندہ دیا جانور
 دو نون وہ پہ ایک طرف جا چپے
 تو نکلے دانے پر گرے یون پرند
 وام لیا باتہ بین صیاد نے
 باتہ کے اونٹے ہی اوٹے جانور
 اوسنے کہا آپ نے یہ کیا کیا
 ہوش میں اب سے خبردار ہو
 ورنہ عرصہ جو بہت سا کھچے
 باز جو پہنچا سے تو پہر لاکھام
 اوسنے کہا باز نہ آئے اگر
 تو نہیں کچھ جانتا کیا راز ہے

چو کڑی بہتے تے برن اک طرف
 اوچرندون کی کلیں اک طرف
 کھولے جو روضہ جنت کا در
 تختِ زمردین تے موعی جڑے
 خوسے ہر اک نخل بنا نخل طور
 پنس گئے کیسو میں دل ناصور
 ساری زمین سبزہ تر سے ہری
 حق نے بنایا تھا عجب مرغزار
 دم جو لیا جان پڑی جان بین
 خوب لگانی ہی جگہ واہ جی
 صید چو چاہو وہ ہمیں پھانس لو
 وام کو پہیلا کے یہ دھوکا دیا
 جس میں پرندون کو نہ ہو کوئی خطر
 آڑ ہوا دامن صحرایہ چپے
 دانہ انگور پر جس طرح رند
 باتہ پلایا وہن آستاد نے
 بیٹے گئے اوڑکے کسی شاخ پر
 کہنے لگے منع تجھے تھا کیا
 دیکھ کمر باندہ کے طیار ہو
 حال میں کوئی نہ پرند کچھے
 شوق سے سنے پوچھے کوئی دم
 آپ یہ فرمانے لگے صبر سگر
 باز کا ملنا بھی حلا ساز ہے

تیرے مقدر میں ہی اک جانور
 چاہی گا جو کچھ وہ ملے گا
 لہو سے کہا دام وہی لاؤں میں
 آپ یہ فرمانے لگے جلد جا و
 حکم کو سن کر وہ اٹھا چست چست
 دانے پہ گرنے لگے پر جانور
 بیٹھا راجھ سے و دشام تک
 چلنے کو آمادہ ہوا جس گڑھی
 نبس کے کہا فضل خدا کا ہوا
 باز ہی اتنے میں گرا ٹوٹ کر
 افسوس کو چاہا جو وہاں باز نے
 وہ دون اٹھے ورت سے اور گر گئے
 پانسواوس باز کی قیمت ملی
 صبح کو پہر جانب صحرا گیا
 خوب اسے دل سے جو بہائی تیا
 آئیو جب پہاںس کے باز آئیو
 پہاوسے حضرت نے سنایا یہ حرف
 پہوٹے سے عہے میں بڑا استقدر
 کہیہ زروام کا حلقا ہو ا
 فضل آئی سے وہ سامان ہوا
 پہر یہ کہا ایک سفر پیش ہی
 آدمی اک راہ بتانے کو دو
 تیا یہ عرض آئی ہمیشہ سے

اون کے ملے گا وہ سبجے عمر بہر
 حق سے جو ملے گا وہ دیکھا سہتہ
 حکم جو ہو پہاوسے پہلاؤں میں
 دام کمین اور جگہ جا لگا و
 دام کمین اسنے کیا ہر دست
 پہر ہی نہ صیاد ہوا کچھ خنبہ
 باز کا یہ ہی نگیا دام تک
 یونہیں و خستوں پہ نظر پڑی
 باز ہی اک شاخ پہ بیٹھا ہوا
 پہر نہ وہ پند سے پہاچوٹ کر
 کہنے لیا دام میں جان باز نے
 باز لیے شہر کے اندر گئے
 اسکو یہ قیمت بھی غنیمت ملی
 پہاںس لیا باز کو اور آ گیا
 حضرت مرشد نے سکائی یہ بات
 باز نہ آئے تو نہ باز آئیو
 روز جو کچھ آئے وہ ہو جا صرف
 خنٹے لگے سونے کے دیوار و در
 باز اسے سونے کی چڑیا ہوا
 دیکھ کر درویش بھی شادان ہوا
 تسی ہی حاجت درویش ہے
 ایک سے بہتر ہیں سکر جان دو
 کہوئے اوبار کو تدبیر سے

اٹھتے وہیں سات گیا آدھ می لیکے چلا پہر یہ بھلا آدھے

فقیر کا دختر بکے گھر آنا اور میری کو پونچھنا

جام جو ایک آدھ بچا ہو ملے
کچھ تو فقیہوں کو بھی امداد ہو
دیر سے سب رند دعا دیتے ہیں
آپ ہی کا نام سنا اور آئے
تو تباہی جسم اور آئے قدح
چلتے ہیں ہم دور نہ اب تک چلا
حام جو دنیا سے تو دستے شباب
آپ کی خدمت سے کرین درگزر
پاون فقیر و نکاح نہ کچھ لنگ ہے
شرم تین چاہیے اسی مہربان
کیون نہ بھلا خلق میں ہو جا کے نام
بزم سے ہی خانہ دختر غرض
آپ کہیں گئے بیرون در
بہائی کی جانب سے دعا دی آتے
ڈر کیا آمد درویش کا
منتظر حال جو پایا او سے
گھٹوٹ کے بکنے سے پانارو پے
کوشش درویش بتایا کیا
گھر میں سنا جب نہ کل آئی وہیں
ایک گھڑی گرو پری دوڑ کر

حضرت ساتی کا بھلا ہو ملے
چین کر خوش رہو آباد ہو
دیکھیے سرکار اونین کیا دیتے ہیں
دیر ہی کیا کوئی ادھر دور آئے
پڑھ لیں جمہی میں دعا قدح
سچ ہی شل سوم سخی سے بھلا
اور نہ دنیا ہو تو دستے جواب
دیکھ لیں ہم جا کے کوئی اور در
اور نہ کچھ ملک خدا ننگ ہے
دیکھیے فیاضی پیر مغان
بزم میں جا جا کے وہ دیتا ہی جام
پلچے فقیر اور وہ رہبر غرض
گھر میں گیا پہلے وہی راہبر
ساری حقیقت وہ بتا دی او سے
حال کہا مقصد درویش کا
بہائیوں کا حال سنایا او سے
باز کا ہمنادہ اور انارو پے
ساری حقیقت وہ بتایا کیا
شوق میں گھر سے نکل آئی وہیں
پاون پہر آ کے گری دوڑ کر

اپنے قدموں سے اوٹھایا اوسے
 جا بگئی اپنا سہارا اوٹھین
 روکے وہ پر کہنے لگی اپنا حال
 کشتی درویش میں ہی آبرو
 کا سہ گدائی کا ہی اور دست زار
 اوسے یہ سب حال جو تہلا دیا
 اور کہا آج سے دل شاو رکھ
 جا کے سوال بچو کہیں کیجیو
 ایک ہی کم ہو تو نہ لینا روپے
 اوسے کہا ایسا تو دیکھا نہیں
 نہا جی کہنے لگے جاؤ شتاب
 دیکھا خدا دل میں جو ہو مانگ لو
 مانگنے نکلے تو گھاٹ ہے کیا
 یہ جو سنا مانگنے گھر سے چلی
 پوچھا کوئی تو بتاتی یہ حال
 وہ کوئی اللہ کا پیارا ملے
 شکے یہ لاکھوں کے ڈانل ہے
 لوگ بت جمع ہو کر دو پیش
 کہتے ہیں اتنے میں ہوا کر وفر
 یعنی اوہ ہر ایک امیر آگیا
 پوچھا وہاں اسکا سبب ماجرا
 لگے جو تفتیش کیا اوس سے حال
 کیا ہی خدا ترس تھا وہ جسم دل

اور دیا خوب دلاسا اوسے
 جو پڑھیں اپنے اوتارالموہنین
 جی مری تقدیر میں کور و رسوا
 پر سہی گرا کرتی ہی وہ کو کبھو
 چاک کی صورت نہیں دم بہر قرار
 آپ نے سن سکی دلاسا دیا
 بات جو کہ دون میں اوسے یاد کہہ
 مے کوئی توڑا تو جہی لپیچو
 دیکے دعا پیر ہی دینا روپے
 کانٹا پورا کوئی اندام نہیں
 اس میں نہیں جانی سوال و جواب
 مانگنے پر آگئے جو مانگ لو
 مانچے جب نکلے تو گھوٹ گھٹ ہی کیا
 ہسک ملی لاکھ پر اوسے نہ فی
 ایک ہزار کیا ہی اپنا سوال
 جس سے جو حصہ ہو ہمارا ملے
 لاکھوں یہ کہتے تھے جنوں ہی اسے
 بہیر سے حیران تھی وہ سینہ ریش
 ایک سواری غل آئی او دھر
 بہیر جو دیکھی تو وہ گہرا گیا
 لوگوں نے بتا دیا سب ماجرا
 کرنی لگی یہ وہ ہی اپنا سوال
 حال سنا اور ہوا منفصل

تیری گرمی دہن توڑا دیا
 پہننے کہین اور کسی گہر گئی
 لائی جو کچھ تھی وہ دکھا یا نہیں
 سنے کہا آج ہی ہو جائے خرچ
 اوسنے سنا کان سے جسدِ تم حرف
 تھی جو مقدر میں کمائی وہی
 زرجو ملا غنچہ دل کھل گیا
 پیر نے یہ بات بتائی اوست
 ہی یہ گدائی تری تقدیر میں
 ہوگا نہ اوقات میں سے غل
 کہتے ہیں ایسی وہ اشارت ہوئی
 دیکھ کے خوش ہو گیا کیا وہ فقیر
 عرصے تک پر وہ اوسی جا رہا
 کام جو تھا شکر خدا ہو گیا
 رشتہ الفت کو کرو قطع
 کاٹ دو زنجیر وفا جاؤں میں
 دیکھ کے یہ اپکا جوش و خروش
 روکے کہا خیر چلے جائیے
 حکم جو پایا وہ روانہ ہوئے

دیکھے محافظ اوسے مہجور دیا
 سنے درویش کے بیکر گئی
 اور وہ نب حال سنایا نہیں
 خرچ رہے روز جو کچھ آئے خرچ
 کوڑی ترکھی کیا سب مال صرف
 صبح کو پر جا کی وہ لائی وہی
 توڑے عرصے میں بہت مل گیا
 ساری کرامات بتائی اوست
 ہلے بہت کو نہ تدبیر میں
 آج دیا جسے وہی دیکھا کل
 اوسکو فقیری سے امارت ہوئی
 شکر کے سجدے کو جبکا وہ فقیر
 تذکرۃ ایک دن اوس سے کہا
 بار سے میں سبکے ادا ہو گیا
 آج خوشی سے مجھے کر دو دل
 شیر سا صحر کو چلا جاؤں میں
 اونے لگے دختر نادان کے ہوں
 صبر کیا خیر چلے جائیے
 جانب صحرا وہ روانہ ہوئے

صحرائیں جہانگیر کی ملاقات کا تذکرہ

جوش میں اغیرت فغفور آ
 جام وہ عقل مری آگ ہو

ہوش میں اسی ساقی محمود آ
 جام وہ داسے جسے لاگ ہو

جوارنی خیز ہو وہ جام دے
 جام وہ دے رنگ بیان تیز ہو
 انگہ سے دیکھا نہ ہو وہ جام دے
 جام وہ دے ہو دل زار کباب
 نشا کین ہشیار ہوں وہ جام دے
 جام وہ دے دل ہو غلاموں کا حسم
 پنچہ تختہ پر ہو وہ جام دے
 جام وہ دے خاتمہ بالخیر ہو
 کاو زمین زرد ہو وہ جام دے
 می نہیں حاضر تو فلک سیر ہو
 جس سے اٹھے گنبد مینا کا رنگ
 نشانے میں صحرا کو چلین جو م کر
 حضرت مرشد کی سواری گئی
 کہتے ہیں بستی سے چلا وہ فقیر
 دشت و بیابان کو وہ راہی ہوا
 اور ہرن شیر فگن ہو گئے
 جب سے پڑا گرون قمین طوق
 چرب زبانی سے لگا اوسکو داغ
 اک جہی کہتا ہی یہ نئے ادب
 آب گئی تھیہ فرہاد کی
 دامن کبھار مین مجنون چہا
 گلشن فردوس وہ صحرا ہوا
 پیڑ جو سوکھا تھا ہرا ہو گیا

آتش دل تیز ہو وہ جام دے
 جام وہ دے تیغ زبان تیز ہو
 رونق میخانہ ہو وہ جام دے
 جام وہ دے جس سے ہو پیری شباب
 شے پیہ سرشار ہوں وہ جام دے
 جام وہ دے فکر و تردد ہو گم
 مانع تدبیر ہو وہ جام دے
 جام وہ دے کعبہ ہو جو دیر ہو
 تحت شری گرو ہو وہ جام دے
 جام وہ دے عرش ملک سیر ہو
 ہونہ فلک سیر تو دے جام بنگ
 پیکے قبح تیرے قدم چوم کر
 دشت مین اک باد بہاری گئی
 شہر مین ٹھہر لگا بہلا وہ فقیر
 راہ و راہ آکھی ہوا
 شیر تو ہیبت سے ہرن ہو گئے
 سامنے انکے جو کیا ذکر و وق
 کوک اوشا تھا کمین طاوس باغ
 قہقہو لہنی کبک پر آیا غضب
 وہم ہوئی عشق خدا واد کی
 دیکھ کے و امق پس ہامون چہا
 دشت مین جب آپکا جلوا ہوا
 رنگ خزان دم مین ہوا ہو گیا

| | |
|--|---|
| <p>بات میں ایک ایک کے دو دو اوگے راہیں سبز نئے بچا دی پلاک جھکتے تھے کیا کیا شجر بار بار باوصبا خاک اوڑاتی نہ تھی اور زندوں کے پے جا بجا بانس کی کوٹھی کہیں نخل چنار لاکھوں کھجوریں کہیں لاکھوں بی تاک تھے کہیں پائے کہیں گالے ہیں جہاز یوں سے جہاز کے گنجان تھے دھوپ وہاں خوف سے جاتی تھی نضر بھی دیکھیں تو جلد آب ہو سیرکنان آپ چلے جاتے تھے دل میں خدا اور یہ غزل بربان</p> | <p>نقش قدم کل خود رو اوگے آگے جو صحرا میں یہ رشک ملک اور پی تسلیم اوب بار بار لو تو کبھی اوسط آتی نہ تھی جیلین ہرین چستے ہرے جابجا سروزمین اور وہ تہہ ہی کچھار غار کہیں اور کہیں تھے پہاڑ شیر کہیں اور کہیں کرگدن ایک وہ پہر وہ بیا بان تھا صورت انسان نظر آتی نہ تھی کسکو ہلا دیکھنے کی تاب یہ ہو سیدھے وہاں آپ چلے جاتے حمد خداوند میں سے تر زبان</p> |
|--|---|

غزل

| | |
|--|--|
| <p>کعبہ و آتشکدہ چمکا دیا اگمہ جو دی طور کا سرما دیا جسکو مناسب تھا جو دنیا دیا حسن دیا ناز و ذکر شہا دیا ہونٹہ کو اعجاز مسیحا دیا بندہ نا چیز کو کیا کیا دیا حضرت زاہد کو نصیحا دیا ایسی کوئی راہ بتا دیا پاس جو تھا قدر نے وہ لا دیا</p> | <p>عارض پر نور جو دکھلا دیا برق تجلی نظر آتی نہ تھی چرخ پائے بن زمین پر بشر عشق دیا اور دل و چشم بھی اگمہ کو پیاری نا دیدہ دی ہوش ہی اور عقل ہی اور فہم بھی دی جو ہر اک زندہ کو تروا منی بار ہو مجھ کو ترے دربار میں سبچے چڑھ کر دولابھی</p> |
|--|--|

سوز جگر سے بھی پڑتے ہو
 جھوٹے صحر کو چلے جاتے تھے
 منہ سے کبھی آپ کے جاری تہاں
 لب کبھی آہوں سے لبالب کیا
 نالہ کنان و دشت میں کرتے تھے گشت
 کان کٹے کرتے تھے سنکد و رند
 بس یہ خدائی خبر راز دی
 تھی یہی آواز چلے واہ جی
 شکے صد آپ ذرا تم گئے
 جہک کے اودھر غور سے دیکھا اوسے
 آنکھیں و گھوڑا اودھائے ہوئے
 دم میں و اسوار قریب آگیا
 بولانہ غیر آپ مجھے جانے
 کہنے لگے میں نہیں کچھ جانتا
 اس سے کوئی بڑے کے تماشا نہیں
 سکے پہنسا اور کہا واہ جی
 پاس ہی جو کچھ بھی پہچان ہے
 کیا کمون رہتا ہوں عجبال میں
 راز بتایا تو یہ خدمت ملی
 نکاحی صبح سے تا شام ہے
 حکم یہی ایک کو گھوڑا ملے
 حال مقدر جو بیان ہو گیا
 وہ جو گیا آپ یہ بیدل ہوئے

آپ چلے جاتے تھے بڑے ہوئے
 نشاۃ الفت کا مزہ پامنے رہتے
 جذب میں جکتے تھے کبھی لا تحف
 اور کبھی نالہ یارب کیا
 گونجتے تھے کوہ و بیابان و دشت
 کو سون لوڑے جاتے تھے جنتی چرند
 پشت پر اک شخص لے آواز دی
 ٹھہرو ذرا تھک و ذرا شاو جی
 دشت میں پھر ایک طرف جم گئے
 آپ نے اس طور سے دیکھا اوسے
 باز لیے توڑا اودھائے ہوئے
 آنکھ ہوئی چار قریب آگیا
 دیکھتے پھچپھچانے پھچانے
 کون ہو کر نہیں پہچانتا
 آنکھ سے دیکھا کبھی حاشا نہیں
 آپ مجھے بھول گئے شاہ جی
 کاتب تقدیر میں کچھ دبیان ہی
 تم نے پہنسا یا مجھے جیفال میں
 یہ مجھے حضرت کی بدولت ملی
 میرے لیے روز بھی کام ہے
 ایک کو باز ایک کو توڑا ملے
 وہ اس صحر میں نہان ہو گیا
 دشت میں اک جا متوکل ہوئے

اے نہ ادھنکر کبھی دنیا میں آپ
 لے کئے گردش خط تقدیر کی
 ہو گئے آگاہ جو وقت میرے
 تین طرح تینوں کا حصہ سلا
 ایک نے اسب ایک نے پایا شکار
 اب تو ذرا قدر مہین ہوش ہو
 چاہیے تقدیر کے فائل رہو
 چاہیے تدبیر بہ دستور سے
 ہی جو جہن میں رہی پیش آنی ہی
 ہو جو غرض فکر کیا چاہیے
 پانچا قسمت میں جو ہوگی معاش
 ماتہ نہ پھیلے یہی چیلر سے
 خواب تو سوسے کے ساز باز
 طول ہی بیفادہ ان مختصر
 ولین جو شیطاں کبھی وسوساں لے
 بات رہے قدر و جی بات کر

خضر صفت رکھے صحرا بن آپ
 خوب ہی درویش نے تدبیر کی
 خوب بڑایا اونہیں تدبیر سے
 جو جو مقدر میں لکھا تھا
 ایک گدائی سے ہوئی مالدار
 جو جو سنا ہی وہ درگوش ہو
 پھر بھی نہ تدبیر سے غافل رہو
 ورنہ یہ انان تو مجبور ہے
 چشمہ قسمت میں جو پکی پانی ہے
 درو جو ہوا سکی دوا چاہیے
 فرض ہی انسان پہ لیکن تلاش
 پاؤں کو توڑے بھی نہ بیٹھا رہے
 پاؤں نہ کٹلے کبھی ہوں دراز
 ہی ہی مضمون قصا و قصور
 کچھ تدبیرت ارا اس لائے
 حضرت ماری میں مناجات کر

مناجات

وہوم ہوا ہی ساقی جام است
 دل میں جو ہو کیوں نہ بکون بر ملا
 ایک پیالہ جو پیاجت ہوا
 جامہ ہستی کی نہیں کچھ خبر
 خلق میں جمہا کوئی غافل نہیں
 میں نہ کسی کام کے لائق ہوا

میں ہی رہوں یادہ عو جان مست
 خوب چڑا نہ تہہ قالمو سبے
 بوش اور سے زم میں ساکت ہوا
 عمر تو غفلت میں ہوئی ہی بس
 میں تری دوزخ کے بھی قابل نہیں
 خلق ہوا تنگ حلاقی ہوا

| | |
|---|--|
| <p>خاتمہ عصیان کا ہون چشم و چراغ آگنہ کرنیکوٹنے بالک ہون میں جو نہوتا تو نہوتا گناہ قبر سے اب کانپتا ہون بیدوار رات کو چاہی تو ابھی روز ہو تیرا ذرا رسم ہی عصیان کی آڑ رسم سے کہہ سکتے ہو میری پناہ بخشش میں دیر جو کرتا ہی تو</p> | <p>وہ آدم میں لگا مجھے داغ جرم و گنہ کے لیے جالاک ہون صورت ہمزاد ہی مسیحا گناہ بان تری رحمت کا ہون امیدوار ساز کے دم میں اگر سوز ہو اوٹ میں تنگ کے ہی سارا ہوا آہ ترے قہر سے تیری پناہ پڑتا ہون میں آئیہ لا تقطوا</p> |
|---|--|

خاتمہ کتاب تاریخ لا جواب

| | |
|--|--|
| <p>وہوم ہی اس روح قدس ہوم ہے کچھ نہ معلوم ہی کیا شویہ ہے بیچ میں یہ زور ہی حسرت ہی تو تیرے ہیں غرش کی تلے تو کیا زندہ نہیں آہ جناب حسن سردی بازار کہ سودا نہیں میر کو پہلی ہی جہل کہا گئی آنکھوں میں اندھیری شبنگ و تر اٹکھو دکھاتے یہ تاسف رہا تازہ ہو غم یاد کرین جسکو ہم وہ تو گئے بھر ہیں ماسخ کی ہوا کشتی فوج سخن اونکی ہی ذات ہم ہی ہیں تاجی کہ ہوئے مشورہ</p> | <p>وہوم ہی کیوں کچھ نہ معلوم ہے شور ہی یا طبع میں یہ زور ہے بیچ تو یہ ہی فکر ہی ساوت ہی قدر جو بہت ہی نہارت تو کیا شاعر کے شاہ جناب حسن ورو نہیں حیات و نشاندہ حضرت ماسخ کو ہی موت آگئی آہ نہیں برق و جناب سحر یہ تو وہ کہتے بہت اچھا کہا قدر بہلا روٹیل کس کو ہم حضرت باری انہیں نے عمر فوج انے ملا جو کوئی پائی نجات حضرت امداد علی بحر یہ</p> |
|--|--|

نام وہی جس سے ہی مانع کا نام
 احسن پر یہ کافی ہی دلیل تو ہی
 جو جو بنا تھا بنا یا تمام
 قطرہ شبنم کو بناتے ہیں بھر
 بات مگر دہیان میں آئی ہی یہ
 غالب دلی کا بھی ہو کیا بیان
 قدر سے شاعر کے یہ استاد ہیں
 دانے کو چاہیں تو بنا دین شر
 ڈالتے ہیں شعر نئے رنگ کے
 شعر مینے آپ کی بندش فضیح
 کون پہلا جو ہر ذاتی نہیں
 پونجی بیان جب یہ کتاب شگرف
 کہنے لگا سکے ہماری کتاب
 اب یہ مناجات کیا چاہیے
 دست دعا ہو کہ جد ہر رو ہے
 غیر ہو حالت جو کوئی غیر ہو

خاص میں ہماری ہی مگر فیض عام
 لگتے ہم کھلے جو یہ ثنوی
 جو جو بنا تھا بنا یا تمام
 بحر کو اک کوزے میں لاتے ہیں
 کیوں ہونا سخ کی کمائی ہی یہ
 نام جناب اسد استاد خان
 زور کمالات خداداد ہیں
 قطرے کو چاہیں تو بنا دین گھر
 رنگ و ڈالتے ہیں رنگ کے
 قاعدے جانچے ہوئے لفظیں
 عقل وہ عقل میں آتی نہیں
 باق غیبی نے سنا حرف
 کمان ملاحت ہی یہ ساری کتاب
 حضرت غوث مین دعا چاہتے
 عید ہو اپنی جواو دہر تو رہے
 خیر یہ ہی خاتمہ بالخیر ہو

استاد جناب شیخ المد علی صاحب کراہی شکر شد شیخ مانع حرم

صل علی خوب کسی مشنوی
 ناظم ہر وی کا ہوا رنگ زرد
 چوٹ پڑا ہاتھ سے جامی کے جام
 آگنی انصاف پہ عقل سلیم
 گلشن نورستہ ہیں آیات کل

دنک ہوئے مواویٰ منوی
 گرمی بازار ہوئی او کی سرو
 آب خجالت ہوا حسن کلام
 سلک اللہ پکارا سلیم
 غنجد ہر اک نقطہ ہی حرف گل

کلمہ نورانی

قطبہ شامی جامع
 جامعہ اسلامیہ
 وقف سید ابوبکر
 بک سے تیار کیا گیا
 نوکری خانہ
 خلق آباد
 و
 اس میں چھپو
 ساری خلق کا
 صبح ناخن
 قدرتی آئینہ

| | |
|--|---|
| پنجم مکان پر ہی شان ہے نامہ محبوب کی توقع میں بیت ہاک زلف و قنای حسین خلد کا گلزار ہی یہ مثنوی بحر لکھو تم ہی سن انتہام مثنوی قدر میرے قدر ہے | شعر ہر اک گیسو جانانہ ہے سلک گہر جملہ مصاریح میں نقطہ ہر اک خال رخ مجہدین کیا ہی ضیا بار ہی یہ مثنوی قدر نے کی مثنوی اپنی تمام پسند مثنوی قدر ہے |
|--|---|

شیخ علامہ سید ارشد بلگرامی

| | |
|--|--|
| جس میں قدر سے نازک خیال واسطی الاصل میں یہ ذی کمال کلمہ طرازی میں عظیم المثال فضل خدا سے عجب بول چال لکھا گیا کاتب قدرت کا حال | کیون نہ بہلا نازک بلگرام میر غلام حسین اسم ہے سحر بانی میں عظیم النظر نظم کیا قصہ تقدیر کو مصرع تاریخ یا ارشد لکھو |
|--|--|

ولہ

| | |
|--|---|
| ہی کوئی دریا کہ روانی میں ہے باد صبا باغ معانی میں ہے | صلے مثنوی میرے ارشد ابھی اور کہو سال نظم |
|--|---|

شکر یتا صبح بلگرامی

| | |
|--|---|
| یا کوئی دریا کہ روانہ تقدیر ہے چشمہ افسانہ تقدیر ہے | نو کاویا ہی قضا و قدر گوہر تاریخ ملاح صبح کو |
|--|---|

علامہ محمد ناصل بلگرامی

دردِ دل و خوار

بسمِ خدا رسد ارسد

۴
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست

داعِ سینے کے نہ بھلن کہیں اٹکر کھڑا
 عاشقی اگل میں بھوسے نہ کند کھڑا

۴
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست

خاکِ اوتنی ہی جدہ رکو یہ ہوا جاتی ہے
 گمراہ جڑ جاتے ہیں بستی نہ بلا آتی ہے

۴
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست

جگر و دل پر بیان ہاتھ دے پرتے ہیں
 زور و دل اسکے دی ہیں جو رس پرتے ہیں

۴
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست

دیکھو انکھ لڑائی یہ بری ہوتی ہے
 نظرِ بارِ حقیقت میں چہری ہوتی ہے

۴
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست

پوچھتا ہی چو لول درست کہ یہ کیا ہے
 مٹلی دانتے کہہ دیتے ہیں منہ ہی ہے

۴
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست

شعِ خسارتِ دیوانہ بنایا تو ہے
 خیر ہی اپنے پروانہ بنایا تو ہے

بانتا تو میں تون میں تیا باچے
منہ علی کی یہ گنگ جھابھے
چال میں شکر کا نذر سکھایا ہے
آج کل تو میں مشفق بنایا ہے

جب سے دل لپٹے گا اسے پار نہیں وق ہوا
اوی من ہی تمہیں لپٹنے کا ہی شوق ہو ا

آج کل تو میں صحت ہوئی تیرے
چھپا رکھتا ہوں جو کچھ تم شہو
لپٹے پر تو میں جانی غفلت کا
نہیں تیری جی بکھی جی بکھی

بجرا پتہ نہیں ہر دکاتے نہیں ا
پان مہی کے سوا منہ ہی لگائے نہیں آپ

فردینا کی لپٹ لپٹ کر جا
فردینا کی لپٹ لپٹ کر جا
چک کی یہ لپٹ لپٹ کر جا
ایک لپٹ لپٹ کر جا

تیر کو روک لو کہہ بات تو مانو صاحب
راہ چلتوں کے گھجوں کو نہ چمانو صاحب

تیرے حسن نہ توڑنے کی
جی میں نہ توڑنے کی
ایک حسن نہ توڑنے کی
دیکھ حسن نہ توڑنے کی

فردینا کی جی میں یہ کہہ رہے ہیں
زہر ہے آپ کی حق میں یہ کہہ رہے ہیں

اگر نہ کہہ لادو یکے کی
نہ تو میں جی میں یکے کی
نہ تو میں جی میں یکے کی
نہ تو میں جی میں یکے کی

سب کچھ تیرے ہی من میں کھلوٹ کئی
اگر نہ کہہ لادو یکے کی

جی میں جی میں جی میں
جی میں جی میں جی میں
جی میں جی میں جی میں
جی میں جی میں جی میں

خوبصورت ہو گئی باغ جوانی ہو نم
حسن میں شہلے پہل یوسف ثانی ہو نم

جی میں جی میں جی میں
جی میں جی میں جی میں
جی میں جی میں جی میں
جی میں جی میں جی میں

مردہ آواز سنی آپ کی زہر اہو جا
سکے تیرے جو زندہ تو میرا ہو جا

جی میں جی میں جی میں
جی میں جی میں جی میں
جی میں جی میں جی میں
جی میں جی میں جی میں

ابھی با تو میں کسے لوگ نہ کہنے ہیں
بری جا لوں سے ہلاکس کو ہلاکے ہیں

۴۰

از خون کین دلخیز ای سحران کجاست
چو نور کین کس کو دیان کجاست
چون کس کو زانہ می جان کجاست
دلیون جی چو کین کجاست

هم دی یمن گر آب اور ہوسا جاتے ہیں
طور کجہ آب کی ملی طور ہوسا جاتے ہیں

۴۱

خون جی ای سحران کجاست
چو نور کین کس کو دیان کجاست
چون کس کو زانہ می جان کجاست
دلیون جی چو کین کجاست

بت نبادون ہمین تقریرین پھر کی طرح
سیکڑن دل سے تراشون ہی اور کی طرح

۴۲

خون جی ای سحران کجاست
چو نور کین کس کو دیان کجاست
چون کس کو زانہ می جان کجاست
دلیون جی چو کین کجاست

طائر مرگ کو جس کی پاؤں دیتے ہیں
ملک الموت کو ہم لوگ دغا دیتے ہیں

۴۳

خون جی ای سحران کجاست
چو نور کین کس کو دیان کجاست
چون کس کو زانہ می جان کجاست
دلیون جی چو کین کجاست

قاف سے دیکھنے کو آئین کی پران نکو
دیکھنے کی نہ اورین مثل سلیمان نکو

۴۴

خون جی ای سحران کجاست
چو نور کین کس کو دیان کجاست
چون کس کو زانہ می جان کجاست
دلیون جی چو کین کجاست

اکسہ پڑی ہی تو توری و میں چڑھ جاتی ہی
بات توری سی ہی ہوتی ہی توڑھ جاتی ہی

۴۵

خون جی ای سحران کجاست
چو نور کین کس کو دیان کجاست
چون کس کو زانہ می جان کجاست
دلیون جی چو کین کجاست

ہوش جب اکو آئے تو اوہر آئینے کا
اب زیادہ جو گر بجا تو بن جائے گا

۴۶

خون جی ای سحران کجاست
چو نور کین کس کو دیان کجاست
چون کس کو زانہ می جان کجاست
دلیون جی چو کین کجاست

ہم وہ ہیں شمع کو بدوا نہ بناسیتے ہیں
ہم وہ ہیں پر یون کو دیوانہ بناسیتے ہیں

۴۷

خون جی ای سحران کجاست
چو نور کین کس کو دیان کجاست
چون کس کو زانہ می جان کجاست
دلیون جی چو کین کجاست

دیکو وہ روستے ہیں کہین نہ نکلو ای
اپنے عشوق کو سب سے لگا دے ای

رباعی تاریخ از مصنف

| | |
|-------------------------------|----------------------------|
| یاد بخستون کو میری غامی مقبول | یعنی واسوخت ہو تمامی مقبول |
| کدین یسجا فلک جرم سے | واسوخت قدر بلکہ ارمی مقبول |

متمم

خدای سخن آفرین آبرو بخش معانی رنگین کی ستار شین فنا مطلع کلام ہی ہر صدیقین یوان رسالت شافع
قصیدہ نبوت جناب ختمی مآب و روسکی آل اطہار اصحاب کبار پر درود و سلام ہی کہ کنے طفیل سے اونے تائید
کا کران مطلع اوسکی تائید سے شہنوی مع واسوخت کے اختتام کو پونچانی ماہ لقیع ۹ شہہ ۱۲۵۱ ہجری کی دیون

مخونہ بی انجام ہوا کانپور گلشن بازار مطلع شعلہ طور میں اختتام ہوا آسیہ مقصود عالم

رضوی بہانوی نے اختتام مطلع کی تاریخ موزون نامی

ناکہ خیال ان کی کو جلالی طبیعت کہانی اب گہری

تاریخ اختتام ہی ہر نظم کلام

ہی

قطعہ تاریخ طبع

ہر صفحہ اش ز رنگ سخن روکش بہشت

تاریخ طبع حکم قضاوت نہر بہشت
۱۲۵۱ ہجری

دیکھ پ شہنوی قضاوت نہر بنام

مقصود و دوش سر بگربیان فکر برد

